پچاس سالہ خود نوشت فتاویٰ کا مجموعہ

# فتاویٰ دار العلوم کراچی

## ( اِمْدادُ السَّائلین )

جلد اوّل

کِتَابُ الْاِیمَان والعقَائد، کِتَابُ العِلم، کِتَابُ التَّفسیر ومَایتعلَّق بالقُرآن، کِتَاب مَایتعلَّق بالحدیث والسُّنَّة، کِتَابُ الذِّکر والدُّعاء، کِتَاب مَایتعلَّق بالتَّصوّف والسُّلوک، کِتَاب حقوقُ المعاشرة وآدابِها، کِتَابُ التَّاریخ والسِّیر والمَناقب، کِتَابُ الطَّهارة

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہ العالی
مفتئ اعظم پاکستان

ترتیب وتخریج
مولانا اعجاز احمد صمدانی
مولانا طاہر اقبال

اِدارۃُ المعارِف کراچی ۱۴

باہتمام : محمد مشتاق تنی

طبع جدید : محرم ۱۴۳۱ھ - جنوری ۲۰۱۰ء

مطبع : شمس پرنٹنگ پریس کراچی

ناشر : ادارۃ المعارف کراچی ۱۴

ملنے کے پتے:

ادارۃ المعارف کراچی ۱۴

فون: 021-35123161 ,021-35032020

موبائل: 0300 - 2831960

ای میل: imaarif@live.com

❁ مکتبہ معارف القرآن کراچی ۱۴ ❁ دارالاشاعت، اُردو بازار کراچی

❁ ادارۂ اسلامیات، انارکلی، لاہور

## آغاخانی فرقہ کافر ہے؟

سوال (۲۴۴): - آغاخانی خوجہ جو کریم آغاخان کے پیرو ہیں مسلمان ہیں یا نہیں؟

جواب: - خوجہ جو کہ آغاخان کے پیرو ہیں ان کا عقیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا ہے؟ اس کی تو تحقیق نہیں ہو سکی، البتہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ایک رسالہ ''الحکم الحقانی فی الحزب الآغاخانی''[1] میں ان کے جو عقائد نقل فرمائے ہیں ان میں سے کئی عقیدے اور طریقے صریح طور پر کافرانہ ہیں مثلاً آغاخان کی تصویر کی پرستش کرنا، حلول کا قائل ہونا وغیرہ، (ان عقائد کی تفصیل مذکورہ بالا رسالہ سے معلوم ہو سکتی ہے) چنانچہ حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور دیگر اکابر علمائے دین نے ان کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔

واللہ اعلم

۱۱/۱۱/۱۳۹۱ھ

(فتویٰ نمبر ۱۴۱/۲۲ ج)

(فتویٰ نمبر ۱۴۵۳/۲۵ ج)

## فرقہ آغاخانی کافر ہے اور کسی مسلمان کا ان سے نکاح جائز نہیں

سوال (۲۴۵): - کیا آغاخانی خوجہ اہل تشیع میں شامل ہیں؟ ان کی لڑکیوں سے نکاح کرنا اور ان کو اپنی لڑکیاں دینا کہاں تک درست ہے؟

جواب: - فرقہ آغاخانی کے بارے میں حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے ایک مختصر رسالہ بنام ''الحکم الحقانی فی الحزب الآغاخانی'' اردو میں تالیف فرمایا ہے جس میں اس فرقہ کے کافرانہ عقائد بھی مذکور ہیں۔ حضرت تھانویؒ کی تحقیق یہ ہے کہ یہ فرقہ بلاشبہ کافر ہے کسی مسلمان مرد یا عورت کا نکاح آغاخانی مرد یا عورت سے جائز نہیں، باطل ہے۔[2]

واللہ اعلم

۲۲/۶/۱۳۹۳ھ

(فتویٰ نمبر ۸۹۲/۲۴ ج)

## ''ذکری'' فرقہ کافر ہے

سوال (۲۴۶): - ہمارے اس علاقہ میں ایک عجیب و غریب طریقہ ہے کہ ذکری اور مسلمان آپس میں ملے جلے ہیں، بیاہ و شادی میں وغیرہ میں اختلاف ہے حتیٰ کہ ذکری کی لڑکی بحالت ذکری مسلمان کے گھر میں اور مسلمان کی لڑکی بحیثیت مسلمان کے ذکری کے گھر میں ہے، ان سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے تو وہ

---

(۱) یہ رسالہ امداد الفتاویٰ: ج ۶ ص ۲۰۳ تا ۲۰۶ پر شائع ہو چکا ہے۔ نیز ملاحظہ فرمائیے: امداد المفتین ص: ۱۵۵، ۱۵۳۔

(۲) بحوالہ بالا۔

اپنے باپ کے دین پر ہوتی ہے، ذکری کی اولاد ذکری باپ کے مذہب پر، مسلمان کی اولاد اپنے مسلمان مذہب پر۔ ایک مسئلہ یہ بنا ہوا ہے بعض علماء یہاں اس کے قائل ہیں کہ مسلمان ذکری کے، اور ذکری مسلمان کے عموم البلوی کی وجہ سے میراث میں وارث قرار دیتے ہیں۔

ذکری کے متعلق یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ان کے اعتقادات یہ ہیں ختم نبوت کے منکر، نماز کی بجائے ذکر کے قائل، روزہ رمضان کے منکر، حج بیت کے منکر ہیں، ان کا حج تربت میں بمقام کوہ مراد پر ہے، کیا کوئی ذکری کسی مسلمان کا وارث ہوسکتا ہے؟

جواب:- ذکری فرقہ کے بارے میں اب تک جو کچھ معلوم ہوا ہے اس کے مطابق یہ فرقہ کافر ہے اور سوال میں ان کے جو عقائد لکھے ہیں ان سے بھی سراپا کفر ظاہر ہورہا ہے، کسی مسلمان مرد یا عورت کا کسی ذکری مرد یا عورت سے نکاح درست نہیں، اگر رسمی طور پر نکاح کرلیا تو شرعاً یہ نکاح معتبر نہ ہوگا اور میاں بیوی والے تعلقات حرام ہوں گے، اگر اولاد پیدا ہوگی تو مرد کی میراث کی مستحق نہ ہوگی۔ اہلِ علم حضرات پر لازم ہے کہ مسلمانوں میں اس امر کی خوب تبلیغ کریں اور ذکری فرقہ کا کفر اور ان کے ساتھ نکاح درست نہ ہونے کا مسئلہ خوب واضح کریں، جن حضرات سے قضاء کا کام متعلق ہے وہ ایسے نکاحوں کے نافذ نہ ہونے کا فیصلہ دیں۔ اور مسلمان ذکری کا اور ذکری مسلمان کا وارث نہیں ہوسکتا۔ واللہ اعلم

| | |
|---|---|
| الجواب صحیح | محمد رفیع عثمانی |
| محمد عاشق الٰہی عفا اللہ عنہ | ۲۴/۱۱/۱۳۹۴ھ |

(فتویٰ نمبر ۲۶۶۲/۲۵ ز)

## بہائی فرقہ سے متعلق مختلف سوالات

سوال (۲۴۷):- ایک بہائی خیالات کے آدمی کا قصبہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں انتقال ہوگیا۔ اس کی نماز جنازہ کا اعلان تقریباً ہر مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے ہوا، شہر کے کافی افراد نے نماز جنازہ میں شمولیت کی۔ شام کے وقت ایک مولوی صاحب جب وہاں آئے تو انہوں نے علم پاتے ہی دوسرے دن فتویٰ دیا کہ جن اشخاص نے بہائی کی نماز لاعلمی سے پڑھی ہے وہ توبہ کریں اور جن اشخاص نے علم کے باوجود کہ بہائی کافر ہے نماز پڑھی خارج از ایمان ہیں، وہ ایمان اور نکاح کی تجدید کریں۔

اس میں چند امور قابلِ غور ہیں:

۱- بہائی کافر تھا تو نماز جنازہ کا اعلان مسلم مساجد سے کیوں کیا گیا؟

۲- ائمہ کرام و خطیب صاحبان کو جب علم ہوا تھا یا بہائی کی موت سے پیشتر علم تھا تو اس کا تردیدی

اعلان لاؤڈ اسپیکر پر کیوں نہ کرایا گیا، تاکہ عوام اس گناہ سے بچ سکتے۔

۳۔شہر کا کوئی امام یا خطیب نماز جنازہ میں شامل نہ تھا یا تو ان کو علم نہ ہوا یا وہ بھائی کو جانتے تھے کہ یہ کافر ہے لیکن

عوام الناس کو مطلع نہیں کیا، کیا علماء کی یہی ڈیوٹی ہے۔

۴۔ائمہ کرام کی غفلت اور چشم پوشی کی کوئی گرفت شرعاً نہیں ہے؟

۵۔جو لوگ لاعلمی کی وجہ سے جنازہ میں شامل ہوگئے ان پر طعن وتشنیع جائز ہے؟

۶۔جن صاحبان نے کافر کے لئے دعاء مغفرت کی۔ شرعاً ان کا کیا مقام ہے؟

**جواب:**۔ کسی کافر کے جنازے کی نماز پڑھنا یا استغفار کرنا یا اس کو ایصالِ ثواب کرنا جائز نہیں،[1] جنہوں نے لاعلمی میں ایسا کرلیا انہیں استغفار کرنا چاہئے جنہوں نے دانستہ طور پر نماز جنازہ پڑھی وہ گنہگار ہوئے انہیں توبہ کرنی لازمی ہے مگر کافر نہیں ہوئے،[2] لہٰذا نہ تجدید ایمان کی ضرورت ہے نہ تجدید نکاح کی۔

اب سوالات کا جواب نمبر وار لکھا جاتا ہے:

۱۔یہ سوال ان لوگوں سے کیا جائے جنہوں نے اعلان کیا۔

۲۔جب یہ یقین نہیں کہ ائمہ مساجد وخطیب صاحبان کو علم تھا یا نہیں تو یہ سوال غیر ضروری ہے۔

۳۔بغیر تحقیق کے کسی مسلمان سے بدگمانی جائز نہیں، ہوسکتا ہے کہ ائمہ صاحبان کو واقعہ کے وقت علم ہی نہ ہوا ہو، آخر کسی مسلمان کے عیوب کی اتنی تحقیق کی ضرورت ہی کیا ہے۔

۴۔کوئی شرعی حد نہیں۔ توبہ استغفار کریں۔

۵۔جنہوں نے ناواقفیت میں نماز جنازہ پڑھ لی اور معلوم ہونے کے بعد اپنے فعل پر نادم ہوگئے ان پر طعن وتشنیع بالکل جائز نہیں، سخت گناہ ہے۔

۶۔اس کا جواب وہی ہے جو نماز جنازہ کے بارے میں لکھا گیا ہے۔

واللہ اعلم بالصواب
محمد رفیع عثمانی عفا اللہ عنہ
۱۳۹۱/۸/۲۷ھ
(فتویٰ نمبر ۱۰۷۰/۲۲ ج)

الجواب صحیح
بندہ محمد شفیع

***

(۱) قال اللہ تعالیٰ: مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ (التوبہ: ۱۱۳)۔
قال اللہ تعالیٰ: وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا (التوبہ: ۸۴)۔

(۲) ولا نكفر مسلمًا بذنب من الذنوب وان كانت كبيرة اذا لم يستحلها (الفقه الأكبر مع شرحه ص: ۱۲۳، طبع مصر)۔